رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

انڈیا سے باہر یکم شلنگ

ریویو

آف ریلیجنز

قادیان

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد (۱۵) قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۰ء مطابق ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۴۹ھ نمبر (۲۴)

رسالہ "ہندو راج کے منصوبے" کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد

میاں فضل حسین صاحب نے مجھ سے اجازت لیکر بلکہ میری پسندیدگی اور خواہش کے مطابق ایک کتاب "ہندو راج کے منصوبے" لکھی ہے۔ افسوس کہ اس وقت تک کم فرصتی کی وجہ سے میں اسے پڑھ نہیں سکا تھا۔ اب اس کتاب کو دیکھنے کے بعد میں اس کے متعلق اپنی رائے لکھتا ہوں۔ کہ یہ کتاب نہایت نہایت محنت سے لکھی گئی ہے۔ اور اس میں اس امر کو واضح کر دیا گیا ہے۔ کہ ہندوؤں کے تمام لیڈر مذہبی ہوں کہ سیاسی صرف اس امر کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ کہ ہندوستان میں ویدک راج جاری کیا جائے۔ تبلیغ اسلام کو جبراً روکا جائے۔ اور مسلمانوں کو تنگ کر کے یا اس ملک سے نکال دیا جائے۔ یا انہیں شدھ کر لیا جائے۔ اس کتاب میں اس قدر حوالہ جات ہندوؤں کے درج کئے گئے ہیں۔ کہ ان کو پڑھ کر اس حقیقت سے انکار ہی نہیں ہو سکتا۔ کہ ہندوؤں کا ایک بڑا طبقہ ہندوستان سے اسلام کو مٹا دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ اور مسلمانوں کو اپنی حفاظت کیلئے تیار ہو جانا چاہیئے۔ میرے نزدیک یہ کتاب اس قابل ہے۔ کہ ہر مسلمان اپنے بچوں کو اس کا مطالعہ کرائے۔ اور اس کے مطالب یاد کرا دے تاکہ آئندہ نسلیں ہندوؤں کے منصوبوں سے آگاہ ہو جائیں۔ سکولوں اور کالجوں کے مسلمان طلباء میں اس کی اشاعت بہت مفید ہو سکتی ہے۔ اور ضرورت ہے۔ کہ بنگالی۔ سندھی۔ مالاباری۔ پشتو اور فارسی میں اس کا ترجمہ کر کے اس کے مطالب سے تمام ہندوستانی مسلمانوں کو واقف کیا جائے۔ والسلام

خاکسار مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبروں کا گلدستہ

(۱)

وائسرائے کا مکتوب سپرو کے نام

شملہ ۱۴ ستمبر۔ ہز اکسیلنسی وائسرے نے ۱۱ ستمبر کو حسب ذیل مکتوب سر سپرو اور مسٹر جیکر کے نام ارسال کیا ہے۔

آپ کو میرا تار وصول ہوا ہوگا۔ جس میں آپ کی ان دلیرانہ مساعی کا شکریہ ادا کیا گیا تھا۔ جو آپ نے صلح کے معاملہ میں انجام دیں۔ اگرچہ کامیابی نہیں۔ جس کا ہم سب خلوص دل سے خیر مقدم کرتے ہیں لیکن میں جانتا ہوں۔ کہ ہر شخص جو ملک کے حقیقی مفاد کا آرزومند ہے۔ آپ کی شجاعانہ کوششوں کی دل سے تعریف کرتا ہے۔ شنبہ کو میں نے آپ کے نام ایک تار بھیجا تھا۔ جس میں ایک حوالہ کی اشاعت پر مجھے تعجب ہوا۔ جو میری اور آپ کی پرائیویٹ گفتگو سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کے بعد میں نے اس یادداشت کا پورا متن بھی دیکھا۔ جو آپ نے اشاعت کے لئے اخبارات کو بھیجا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا۔ کہ آپ کے اور میرے درمیان سمجھوتہ ہو گیا تھا۔ اور طے پایا تھا۔ کہ آپ میری حکومت کی تمام حالت سے کانگریسی رہنماؤں کو آگاہ کر دیں لیکن اس گفتگو کو صیغہ راز میں رکھیں۔ لیکن مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ کانگریسی رہنماؤں نے ۳۱ اگست اور ۲ ستمبر کے اپنے مکتوبات میں بعض ایسے امور کا حوالہ دیا ہے۔ جن پر آپ کی اور میری ملاقات میں بحث ہوئی۔ اس لئے آپ نے اس بات کو حق بجانب خیال کیا۔ عوام الناس اس کی نوعیت سے کامل واقفیت حاصل کر لیں۔ اگرچہ میں آپ کی نیک نیتی کا اعتراف کرتا ہوں۔ لیکن مجھے افسوس ہے۔ کہ اشاعت سے پیشتر اس یادداشت کی تصدیق کرنے کا موقع نہیں دیا گیا۔ کیونکہ اس میں ایسے نکات درج ہیں۔ جن سے آپ کی طرف سے قطعاً بلا ارادہ میرے اور میری حکومت کے رویہ کے متعلق غلط اثرات پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ اگرچہ بحیثیت مجموعی ان کا کوئی عملی نتیجہ نہیں نکلتا۔ لیکن گفتگوئے مصالحت کے نامبارک انجام کی وجہ سے ان کی وہ اہمیت نہیں رہی۔ جو دوسری صورتوں میں ہوتی۔ اس لئے یہ اس قدر ضروری نہیں ہے۔ کہ زیادہ صحت کے ساتھ ان کا اعادہ کیا جائے۔

لیکن ایک معاملہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ جس کے متعلق ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ غلط فہمی کے ممکن اسباب دور کئے جائیں۔ میں اس فقرہ کا حوالہ دینا چاہتا ہوں جس میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ میں تمام قرضہ جات کے مسترد کرنے کے متعلق کسی تجویز کو گول میز کانفرنس میں پیش کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ لیکن اس بات کی اجازت ہوگی۔ کہ کوئی مندوب گول میز کانفرنس میں ہندوستان کے کسی مالی قرضے کے متعلق سوال اٹھائے۔ اور اس بات کی تحقیقات کا مطالبہ کرے۔ اس سے غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ اور ظاہر ہوتا ہے۔ کہ میں اور میری حکومت تمام قرضوں کے مسترد کرنے کی تجویز نامنظور کرتے ہیں۔ لیکن جزوی استرداد کے خیال کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ سچائی سے قطعاً دور ہے۔ کیونکہ ہم کسی شکل اور درجوں میں قرضوں کے استرداد کا وہم و گمان بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن جزوی استرداد پر مجھے یقین ہے۔ کہ آپ نے اپنی یادداشت اخبارات کو بھیجتے وقت کسی غلط فہمی کا کوئی امکان تصور نہیں کیا۔ لیکن یہ معاملہ ہندوستان کے مالی وقار کو بے حد اہم ہے۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ آپ مجھ سے اس بات میں اتفاق کرینگے۔ کہ عوام کو اس کے متعلق غلط فہمی کا کوئی امکان نہ رہے۔ اس لئے میں اس مکتوب کی نقل یک شنبہ کی شام کو بغرض اشاعت اخبارات میں دوں گا۔

درختوں کو کاٹ چھانٹ کر پیراستہ کرنے کا فن برطانیہ میں اہل رومن نے پھیلایا ہے۔ یہ لوگ درختوں کو آراستہ پیراستہ کر کے نہایت خوش شکل اور جاذب نظر بنا دیتے ہیں۔

سلطنت بلجیم کے دارالسلطنت شہر برسلز میں گیارہ بجے رات کے بعد آلہ نشر صوت کا استعمال اور گراموفول کا بجانا قانوناً منع ہے۔ تاکہ لوگوں کے سونے میں خلل نہ پڑے۔

امریکہ کے ایک بہت بڑے تجارتی کارخانہ میں انتظامی اور عملی اسٹاف کے بعض منتظمول اور کارکنوں کی تنخواہ دو لاکھ پونڈ سالانہ ہے۔ تنخواہ کیا ہے۔ کہ بادشاہوں کی تنخواہ بھی اس رقم کے آگے شرماتی ہے۔

لنڈن میں سب سے زیادہ مصروفیت والی بارونق جگہ یقیناً ہائیڈ پارک کارنر ہے۔ جہاں ہر روز معمولی طور سے بارہ گھنٹے کے اندر اندر ۴۳ ہزار پانسو موٹر کار وغیرہ ہر اقسام کی گاڑیاں گذر جاتی ہیں۔

انڈین ڈیلی میل نے لکھا ہے۔ کہ گول میز کانفرنس میں ہندوستانی مندوبین کے لیڈر رائٹ آنریبل سری نواس شاستری ہوں گے۔ اگر یہ خبر صحیح ہے۔ تو گورنمنٹ نے بہت اچھا انتخاب کیا ہے۔ مسٹر شاستری نہایت معقول پسند اور اعتدال کے درجہ کے سیاست دان اور سیاسی دنیا کی حالات سے نہایت آگاہ ہیں۔

لنڈن کا اخبار سٹرڈے ٹائمز راوی ہے۔ کہ گول میز کانفرنس کے صدر نشین مسٹر بیکڈانلڈ وزیر اعظم انگلستان ہوں گے۔

وائسرائے کی ٹرین کا حادثہ بم کے سلسلہ میں جو ۲۳ دسمبر ۱۹۲۹ء کو رونما ہوا تھا۔ اب وثوق کیساتھ معلوم ہوا ہے۔ کہ پولیس تقریباً بیس گرفتاریاں عمل میں لا چکی ہے۔ اور یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ گرفتار شدہ اشخاص میں ایک کے سوا تمام ہندو ہیں۔

پنجاب گورنمنٹ نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ کہ (۱) پنجاب پراونشل کانگریس کمیٹی اور (۲) لاہور سٹی کانگریس کمیٹی امن عامہ کے لئے خطرہ کا باعث ہیں۔ ان دونو جماعتوں کو خلاف قانون قرار دیا جاتا ہے۔

لاہور میں بھنگیوں کی یونین کی مجلس منتظمہ نے ایک جلسہ میں متفقہ طور سے یہ قرارداد منظور کی۔ کہ حکومت پنجاب سے مطالبہ کیا جائے۔ کہ لیبر جماعت کا ایک نہایت ہی ممتاز رکن پنجاب لیجس لیٹو کونسل میں بذریعہ نامزدگی لیا جائے۔

امرت سر کی جنگی کونسل کے پندرھویں ڈکٹیٹر سردار

... شام سنگھ کو زیر دفعہ ۱۷ (ب) قانون ترمیم ضابطہ فوجداری نوماہ قید بامشقت کی سزا ہوئی ...

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۰ء

کلام الامام ابن مسیح موعود علیہ السلام

اتمام الحجۃ علی المخالفین

بیس ہزار روپیہ تاوان[1]

(۲)

"ان لوگوں نے اس عقیدہ کو اختیار کرنے سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر چلے گئے۔ اور وہاں قریباً انیس سو برس سے زندہ بجسم عنصری موجود ہیں۔ اور پھر کسی وقت زمین پر آئیں گے۔ قرآن شریف کی چار جگہ مخالفت کی ہے:

اوّل:۔ یہ کہ قرآن شریف صریح لفظوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ظاہر فرماتا ہے۔ جیسا کہ بیان ہوا۔ اور یہ لوگ ان کے زندہ ہونے کے قائل ہیں:

دوسرے:۔ یہ کہ قرآن شریف صاف اور صریح لفظوں میں فرماتا ہے۔ کہ کوئی انسان بجز زمین کے کسی اور جگہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ فیھا تحیون وفیھا تموتون ومنھا تخرجون یعنے تم زمین میں ہی زندہ رہو گے۔ اور زمین میں ہی مرو گے۔ اور زمین ہی سے نکالے جاؤ گے۔ مگر یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ نہیں اس زمین اور کرہ ہوا سے باہر بھی انسان زندہ رہ سکتا ہے۔ جیسا کہ اب تک جو قریباً انیسویں صدی گذرتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں" حالانکہ زمین پر جو قرآن کے رُو سے انسانوں کے زندہ رہنے کی جگہ ہے۔ باوجود زندگی کے قائم رکھنے کے سامانوں کے کوئی شخص انیس سو برس تک ابتدا سے آج تک کبھی زندہ نہیں رہا۔ تو پھر آسمان پر انیس سو برس تک۔ زندگی بسر کرنا باوجود اس امر کے کہ قرآن کے رُو سے ایک قدر قلیل بھی بغیر زمین کے انسان زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ کس قدر خلاف نصوص صریح قرآن ہے۔ جس پر ہمارے مخالف ناحق اصرار کر رہے ہیں:

تیسرے:۔ یہ کہ قرآن شریف صاف فرماتا ہے۔ کہ انسان کا آسمان پر چڑھ جانا عادت اللہ کے مخالف ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔ لیکن ہمارے مخالف حضرت عیسیٰ کو ان کے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھاتے ہیں۔

چوتھے:۔ یہ کہ قرآن شریف صاف فرماتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ مگر ہمارے مخالف عیسیٰ علیہ السلام کو خاتم الانبیاء ٹھہراتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ جو صحیح مسلم وغیرہ میں آنے والے مسیح کو نبی اللہ کے نام سے یاد کیا ہے۔ وہاں حقیقی نبوت مراد ہے۔ اب ظاہر ہے۔ کہ جب وہ اپنی نبوت کیساتھ دنیا میں آئے۔ تو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کیونکر خاتم الانبیاء ٹھہر سکتے ہیں۔ نبی ہونے کی حالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبوت کے لوازم سے کیونکر محروم رہ سکتے ہیں؟

غرض ان لوگوں نے یہ عقیدہ اختیار کر کے چار طور سے قرآن شریف کی مخالفت کی ہے۔ اور پھر اگر پوچھا جائے۔ کہ اس بات کا ثبوت کیا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے؟ تو نہ کوئی آیت پیش کر سکتے ہیں۔ اور نہ کوئی حدیث دکھلا سکتے ہیں۔ صرف نزول کے لفظ کے ساتھ اپنی طرف سے آسمان کا لفظ ملا کر عوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ کسی حدیث مرفوع متصل میں آسمان کا لفظ پایا نہیں جاتا۔ اور نزول کا لفظ محاورات عرب میں مسافر کے لئے آتا ہے۔ اور نزیل۔ افر کو کہتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ملک کا بھی یہی رواج ہے۔ کہ ادب کے طور پر کسی وارد شہر کو پوچھا کرتے ہیں۔ کہ آپ کہاں اترے ہیں۔ اور اس بول چال میں کوئی بھی یہ خیال نہیں کرتا۔ کہ یہ شخص آسمان سے اترا ہے۔ اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو۔ تو صحیح حدیث تو کیا وضعی حدیث بھی ایسی نہیں پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو۔ کہ حضرت عیسیٰ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے۔ اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔ اگر کوئی ایسی حدیث پیش کرے۔ تو ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ تک تاوان دے سکتے ہیں۔ اور توبہ کرنا اور تمام اپنی کتابوں کو جلا دینا۔ اس کے علاوہ ہوگا۔ جس طرح چاہیں۔ تسلی کر لیں:

افسوس ہے۔ کہ ہمارے سادہ لوح علماء صرف نزول کا لفظ احادیث میں دیکھکر اس بلا میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ کہ خواہ نخواہ امیدیں باندھ رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے واپس آئینگے اور وہ دن ایک بڑے تماشے اور نظارہ کا دن ہوگا کہ ان کے دائیں بائیں فرشتے ساتھ ساتھ ہوں گے۔ جو ان کو آسمان سے اُٹھا کر لائیں گے۔ افسوس کہ یہ لوگ کتابیں تو پڑھتے ہیں۔ مگر آنکھ بند کر کے۔ فرشتے تو ہر ایک انسان کے ساتھ رہتے ہیں۔ اور بموجب حدیث صحیح کے طالب العلموں پر اپنے پروں کا سایہ ڈالتے ہیں۔ اگر مسیح کو فرشتے اٹھائیں۔ تو کیوں نرالے طور پر اس بات کو مانا جائے۔ قرآن شریف سے تو یہ ثابت ہے۔ کہ ہر ایک شخص کو خدا تعالےٰ اوٹھائے پھرتا ہے۔ حملناھم فی البحر والبر۔ مگر کیا خدا کسی کو نظر آتا ہے؟ یہ سب استعارات ہیں۔ مگر ایک بیوقوف فرقہ چاہتا ہے۔ کہ ان کو حقیقت کے رنگ میں دیکھیں اور اس طرح پر ناحق مخالفوں کو اعتراض کا موقعہ دیتے ہیں۔ یہ نادان نہیں جانتے۔ کہ اگر حدیثوں کا مقصد یہ تھا۔ کہ وہی مسیح جو آسمان پر گیا تھا۔ واپس آئیگا۔ تو اس صورت میں نزول کا لفظ بولنا بے محل تھا۔ ایسے موقعہ پر یعنے جہاں کسی کا واپس آنا بیان کیا جاتا ہے

---

[1] یہ عنوان خاکسار مرتب نے قائم کیا ہے۔ اصل میں اس کا کوئی عنوان نہ تھا (المرتب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عرب کے فصیح لوگ رجوع بولا کرتے ہیں۔ نہ نزول۔ پھر کیونکر ایسا غیر فصیح اور بے محل لفظ اُس افصح الفصحاء اور اعرف الناس صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جائے۔ جو تمام فصحاء کا سردار ہے"

(کتاب الربا حاشیہ صفحہ ۱۸۹)

ہوری مشن

رند امرتسری کا خبط عشواء

گذشتہ سے پیوستہ

(۱۰)

خوئے بدرا بہانہ ہا بسیار

نمبر ۹ میں آپ لکھتے ہیں:۔

"فیصلہ کی بابت عجیب گورکھ دھندا لکھا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کا انعام بھی مرزا صاحبؑ کے انعاموں کی طرح شاعرانہ تخیل سے زیادہ نہیں"

اس کے جواب میں عرض ہے۔ کہ گورکھ دھندا سے اگر آپ کی مراد یہ ہے۔ کہ مطالبات زبردست ہیں۔ جن کا جواب نہ بن آنے سے بوجہ عجز آپ کو وہ مطالبات گورکھ دھندا معلوم ہوتے ہیں۔ تو اسی بات کے اظہار سے فیصلہ کر دیا۔ کہ یہ مطالبات واقعی ایسے زبردست ہیں۔ کہ ثناء اللہ جیسے انسان کے پاس اس کی کوئی مفتاح نہیں۔ بلکہ وہ اس مشکل کو حل کرنے کے لئے سراسر عاجز اور ایسا بے دست و پا ہے۔ کہ اسے اس کے لئے حرکت کرنا ایک دشوار امر ہے۔

اور "گورکھ دھندا" سے یہ مراد ہے۔ کہ فیصلہ کے لئے چار چار آدمی ہر فریق سے انتخاب کر کے ان جواب کی تنقید کے لئے بالدلائل رائے لی جائے۔ تو یہ امر کوئی بھی گورکھ دھندا نہیں۔ بلکہ عین انصاف کی راہ سے صحیح صورت پیش کردہ ہے۔ ہاں اگر ہم یہ شرط پیش کرتے۔ کہ فیصلہ کے لئے صرف احمدی علماء سے ہی استصواب اور استفسار ہوگا۔ یا چار علماء احمدی اور دو غیر احمدی ہونگے۔ تو اس صورت میں آپ ہمارے متعلق بے انصافی کا الزام قائم کرتے ہوئے اس مشکل کو گورکھ دھندا سے تعبیر کرتے تو بجا بات تھی۔ لیکن اب تو آپ کیلئے عذر کرنے کے واسطے کوئی بھی معقول بہانہ نہیں۔ جس سے آپ کو قابل رحم یا مظلوم بے حمایت سمجھیں۔ ہاں ایسی صورت میں آپ کے لئے یہ فقرہ موزوں ہوگا۔ کہ ؎ خوئے بدرا بہانہ بسیار

ثناء اللہ کیلئے دس ہزار روپیہ انعام

اور حضرت مرزا صاحبؑ کے انعاموں کو شاعرانہ تخیل کی مثال میں سمجھنا یہ بھی محض آپ کی دروغ بافی ہے۔ کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی تحدی مع الشرائط کو کسی نے یا آپ نے کبھی توڑ کر دکھایا۔ یا آپ کے مطالبات کو کسی نے پورا کر دیا۔ دوسروں کو آپ رہنے دیں۔ خود اپنی کہیں۔ کہ کتاب "اعجاز احمدی" جو خصوصیت کے ساتھ آپ ہی کے لئے بطور نشان لکھکر شائع کی گئی۔ اور جس میں حضرت مرزا صاحبؑ نے پرزور الفاظ میں ذیل کی تحدی پیش کی۔ کہ:۔

"دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ رکھکر کہتا ہوں کہ آج کی تاریخ سے اس نشان پر حصر رکھتا ہوں۔ اگر میں صادق ہوں۔ تو کبھی ممکن نہیں ہوگا۔ کہ مولوی ثناء اللہ اور ان کے تمام مولوی پانچ دن میں ایسا قصیدہ بنا سکیں۔ اور اردو مضمون کا رد لکھ سکیں کیونکہ خدا تعالےٰ ان کی قلموں کو توڑ دیگا۔ اور ان کے دلوں کو غبی کر دیگا"

پھر عربی قصیدہ میں مولوی ثناء اللہ کے متعلق تحدی کے طور پر فرماتے ہیں:۔ ؎

"وان الٰہ کذابا فیاتی بمثلھا

وان الٰہ من ربی فیفتنہ ویبتر"

یعنی میں اپنے دعویٰ میں کاذب اور جھوٹا ہوں۔ تو ہی ثناء اللہ میرے اس قصیدہ اعجازیہ کی مثل بنا لائیگا اور اگر میں خدا کی طرف سے ہوں۔ تو پھر اس کے عقل پر پردہ ڈال دیا جائے گا۔ اور اس قصیدہ کی مثل بنانے سے اسے روک دیا جائے گا۔

پھر فرماتے ہیں:۔

"چونکہ میں یقین دل سے جانتا ہوں۔ کہ خدا کی تائید کا یہ بڑا نشان ہے۔ تا وہ مخالفوں کو شرمندہ اور لاجواب کرے۔ اس لئے میں اس نشان کو دس ہزار روپیہ انعام کے ساتھ مولوی ثناء اللہ اور اس کے مددگاروں کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ اسی میعاد میں یعنے پانچ دن میں ایسا قصیدہ مع اسی قدر اردو مضمون کے جواب کے جو وہ بھی ایک نشان ہے بنا کر شائع کر دیں۔ تو میں بلا توقف دس ہزار روپیہ ان کو دیدوں گا"

اب امرتسری رند بتائے۔ کیا اس نے حضرت مرزا صاحبؑ کے پیش کردہ مطالبہ کو پورا کر دیا تھا۔ جو آپ نے حضرت ممدوح کی انعامی رقم کو شاعرانہ تخیل پر قیاس کرنا چاہا۔ اور پھر کیا آپ نے میرے مطالبات کو پورا کر دکھایا۔ کہ آپ کو شاعرانہ تخیل سے ہماری انعامی رقم کو تعبیر کرنا پڑا ؎

اذا لم ینل سعیاً فلوزم مراملہ

تخیّر فی تزویرہ بتغیّب

یعنی انسان جب اپنی کامیابی کے لئے سعی کرنے میں نامراد رہتا ہے۔ تو پھر نامرادی کے ساتھ اپنے مکروں میں حیران پھرتا ہے۔

بارہا ہمت دیکھ چکے ہو

نمبر ۵ میں مولوی ثناء اللہ نے میری اس عبارت کو نقل کیا ہے۔ جسے شرائط انعام کے متعلق فاروق میں لکھا تھا۔ اور اس کے نیچے آپ فرماتے ہیں:۔

"ناظرین کرام پنجابی نبی کے اصحاب کی ہمت اور انصاف ملاحظہ کیجئے"

مولوی ثناء اللہ ما شاء اللہ مولوی فاضل کی ڈگری رکھتے ہیں۔ لیکن میری نسبت پنجابی نبی کے صحابی یا اصحابی کی جگہ اصحاب لکھتے ہیں۔ اگر کوئی اور لکھ بیٹھتا تو مولوی صاحب تمسخر کی راہ سے کیا کچھ نہ لکھ مارتے کہ اصحابی کی جگہ اصحاب غلط لکھا ہے۔ لیکن ہم کیا کہیں۔ ان کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ کیونکہ العاقل تکفیہ الاشارۃ۔ اس کے بعد مولوی صاحب ہمت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور انصاف کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ ہمت کے متعلق لکھا ہے۔ کہ:۔

"یہ ایک ایسے شخص کے سامنے انعامی اعلان کرتے ہیں جو ان کے نبی۔ رسول مجدد اور مہدی سے بھی انعام وصول کرنے قادیان جا پہنچا تھا"۔

مولوی صاحب ہمت کا نمونہ صرف اسی قدر تو نہیں کہ آپ کے سامنے انعامی اعلان ہی کیا۔ بلکہ اس صحابی نے خدا کے فضل سے آپ کے ساتھ بارہا مناظرے اور مباحثے بھی کئے ہیں۔ اور جہاں جہاں گئے ہیں۔ احمدی جماعت کو ترقی نصیب ہوئی۔ اور احمدیت میں کئی سعید روحیں آپ کے فریق (غیر احمدیوں) سے نکلکر داخل ہوئیں اور صحابی کا فعل نبی کی اتباع اور سنت میں ظاہر ہونا کوئی مذموم اور معیوب امر نہیں۔ مسیلمہ کذاب نے آنحضرتؐ کے مقابلہ میں تکذیب کی راہ اختیار کی۔ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مقابلہ میں بھی اس نے مخالفانہ کوشش کی۔ جس کا نتیجہ آپ کو معلوم ہے۔ سو ہمارے نبی کا مخالف ہونا کوئی پسندیدہ فعل نہیں۔ بلکہ کفر اور لعنت کی علامت ہے۔ سو آپ چونکہ اہلحدیث فرقہ میں مسیلمہ کذاب کے نمونہ پر برخوردار اور عمر دراز ہیں۔ اسلئے مسیلمہ کیطرح آپ کو غالباً زمانہ حیات میں تو نہیں۔ ہاں موت کے بعد انکشاف تمام ہونے پر آپ کو ہمارے نبی۔ رسول حضرت احمد قدنی کی صداقت اور حقیقت کا پورا علم ہو۔ تو ہو۔ لیکن اس وقت کیا فائدہ جبکہ قالوا بلے قد جاءنا نذیر فکذبنا وقلنا ما نزل اللہ من شئی ان انتم الا فی ضلل کبیر کے مطابق اقرار کی صورت پیش آئے گی۔

امرتسری رند کی اندرونی تصویر

اس کے بعد مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"رسول قادیان کے انکار کرنے پر یہ کہتا ہوا قادیان سے واپس آیا تھا

تمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم"

آپ کی اندرونی تصویر کہ آپ کس شرب کے ہیں۔ اس مقولہ سے ظاہر ہے۔ آپ سے کوئی پوچھے۔ کہ آپ کا شوق کس غرض کے لئے تھا۔ کیا حق طلبی کے لئے یا حق جوئی کے لئے نہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ پیسوں کے لالچ کے لئے خود فرما رہے ہیں۔ کہ انعام وصول کرنے کے لئے میرا جانا تھا۔ لیکن ہمہ حرماں رفتم کے فقرہ سے جس ناکامی اور نامرادی کا آپ اظہار کر رہے ہیں وہ وہی ناکامی اور نامرادی تھی۔ جس کی نسبت اصحاب تجربہ نے پہلے اعلان کر دیا ہوا ہے۔ کہ ؎

طمع را سہ حرف است و ہر سہ تہی
ازاں نیست مرطامعاں را بہی

اور رسول قادیانی نے انکار کیا۔ یا آپ نے مطالبات اور شرائط کو پورا کرنے سے انکار کیا۔ جس کے بجائے انعام کے آپ کو دس لعنتوں کا ہار گلے میں ڈالکر واپسی نصیب ہوئی۔ جس پر "ہمہ حرماں رفتم" کا فقرہ ایسے معنوں میں دلالت کر رہا ہے۔

امرتسری رادھا نہیں ناچتی

انصاف کے متعلق لکھا ہے کہ:۔

"انصاف کو ملاحظہ کیجئے کہ جواب کو جانچنے کے لئے چار چار آدمی جملہ آٹھ کی مجلس بیٹھے گی۔ جو متفقہ اصول سے جواب کو جانچیں گے"۔

مولوی صاحب آپ ہی بتائیں۔ کیا یہ بے انصافی ہے۔ آپ کو آٹھ کی مجلس ناپسند تھی۔ تو ہم یہ انتظام بھی کر سکتے تھے۔ کہ آپ کے جواب کی اصولی طور پر علمی قواعد کے ماتحت ہر ایک عالم سے جداگانہ جانچ کرا لیتے۔ پھر سب کی متفقہ شہادت سے آپ کا جواب انعام کا مستحق ثابت ہونے پر انعامی رقم آپ کے حوالے کر دی جاتی۔ اور آپ کا ننانوے من تیل ہو گا۔ نہ رادھا ناچے گی" کا فقرہ لکھنا اگر ان معنوں میں ہے۔ کہ آپ رادھا ہیں ناچنے والی۔ تو آپ کو ضرور ناچنا چاہیئے کیونکہ شرائط اور مطالبات کو پورا کرنے کے ساتھ ہی انعامی رقم جو نو من تیل کے معنوں میں ہے۔ آپ کے پیش کر دی جائیگی۔ اور اگر اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ آپ کے پاس مطالبات پورا کرنے کے لئے جو انعامی جواب کا مصالحہ چاہیئے۔ اور وہ نو من تیل کے معنوں میں آپ سمجھتے ہیں۔ اور ایسا تیل آپ کے پاس نہیں۔ جس کے نہ ہونے سے آپ اس میدان میں جواب دینے کی صورت میں ناچنا نہیں چاہتے۔ تو یہ رادھا کی اپنی کوتاہی ہے۔ اس میں کسی دوسرے کا کیا قصور؟

امرتسری رند پارسا کی نافہمی

نمبر ۶ میں مولوی صاحب کی عبارت ذیل قابل توجہ ناظرین ہے۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"ہم تو پہلے ہی جانتے ہیں۔ لدھانہ کے واقعہ کے بعد ناممکن ہے۔ کہ مرزائی گروہ ہمارے ساتھ انعامی مقابلہ کرے"۔

اس کے جواب میں واضح ہو۔ کہ آپ نے جو کچھ جانا وہ غلط جانا۔ اور غلط سمجھا۔ کیا میرا انعامی رقم کے ساتھ بطور تحدی آپ کو مقابلہ میں بلانا لدھانہ کے واقعہ سے پہلے ہوا ہے یا بعد میں۔ اگر بعد میں ہوا ہے۔ تو آپ نے غلط بیانی کی۔ اور اپنی غلط فہمید سے جو کچھ ظاہر کیا غلط ثابت ہوا۔ کس قدر عجیب بات ہے کہ مولوی ثناء اللہ باوجود کھلی اور بدیہی بات کے پھر بھی اسے سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ اور قبل اور بعد کے صریح فرق کو بھی آپ سمجھنے سے ایسے ہی قاصر ہیں۔ جیسے اشتہار "غضب حق بر جاہل مطلق" میں شائع شدہ واقعات کے سمجھنے سے بہت لوگ ششدر ہیں۔

شیر نہیں لومڑی ہے

اس کے بعد لکھتے ہیں:۔

"مولوی غلام رسول صاحب بھی دانا ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ اہلحدیث کی گرفت شیر کے پنجہ سے کم نہیں ہوتی۔ اسلئے وہ اشارۃً گریز کی راہ نکالنے کو یہ بھی لکھ گئے یا قدرت نے ان سے جبراً لکھوا دیا۔ کہ:۔

المومن لا یلدغ من جحر واحد مرتین

مومن دو دفعہ ایک سوراخ سے ڈسا نہیں جاتا

اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ایک دفعہ تو ہم لدھانہ میں رقم دے چکے ہیں دوبارہ نہیں دے سکتے"۔

اس عبارت کے جواب کی چنداں ضرورت تو نہیں کیونکہ ان کا بدیہی البطلان ہونا واضح اور ظاہر ہے۔ اوّل اس طرح کہ اگر ہمیں اہلحدیث کی گرفت کا اپنی نظر میں شیر کے پنجہ سے کم نہ ہونا ہی محسوس ہوتا۔ تو اہلحدیث امرتسری کو جو شیر قالین سے بھی ہماری نظر میں کم بے وقعت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور بالکل حقیر اور ذلیل ہستی ہے۔ اُسے مقابلہ کے لئے کیوں بلاتے۔ پس ہمارا مقابلہ میں اٹھنا اور اہلحدیث کو مقابلہ کے لئے بلانا صاف اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ جسے اہلحدیث شیر اور شیر کا پنجہ بتا رہا ہے۔ اُسے ہم شغال اور روبہ سے بھی حقیر اور ذلیل سمجھتے ہیں۔

باقی رہا المؤمن لا یلدغ من جحر واحدٍ مرتین والی بات۔ سو اس کا ہماری طرف سے پیش کیا جانا اس لحاظ سے تھا۔ کہ اس حدیث میں مومن آدمی اور سانپ جیسے شیطان سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے ذکر کیا گیا ہے۔ اور مومن کو اس حدیث میں تنبیہ کیا گیا ہے۔ کہ وہ ہوشیار رہے اور اگر کہیں سے سانپ نے اُسے ڈسا ہو۔ تو دوبارہ اس سے بچنے کی کوشش کرے سو مولوی ثناء اللہ نے ہماری اس احتیاط کو جو حدیث کے الفاظ سے بطور ہدایت ہمیں سکھائی گئی۔ گریز پر محمول کیا ہے۔ گویا دوسرے لفظوں میں انہوں نے اس بات کو تسلیم کر لیا۔ کہ وہ سانپ ہیں۔ اور ہم مومن۔ اور سانپ کا ڈسنا اگر بالکل سانپ کے مقابلہ سے ڈراتا۔ تو ہم اس کو بُرا کو مقابلہ میں ہی کیوں بلاتے یا اس کے مقابلہ کے لئے دوبارہ کیوں اُٹھتے۔ لیکن اس احتیاط کے معنے گریز نہیں۔ بلکہ ہوشیاری ہے۔ کہ جس طرح دشمن نے غیر منصف ثالث کی حیثیت میں ہمیں دھوکا دیکر نقصان پہنچایا آئندہ ہم ایسے دھوکا دینے والے دشمنوں کے شر سے بچنے کے لئے محتاط رہیں۔

اور اگر انعامی رقم کے انصاف کی بناء پر دینے کو ہم بُرا مناتے تو دوبارہ انعامی رقم کا معاملہ ہی پیش نہ کرتے پس یہ مولوی ثناء اللہ کی محض بے ہودگی اور بیجوا اس ہے۔ کہ وہ تشریح القول بما لا یرضی بہ قائلہ کے معنوں میں بات کو غلط طریق پر پیش کرتا ہے۔ جو آپ کی پرانی عادت کا خاصہ ہے۔

اس کے بعد آپ راہ انصاف پیش کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"آپ انعامی دو صد روپیہ کسی معزز مسلمہ امین کے پاس جمع کرائیں الخ"

اس کا جواب اوپر مفصل دیا جا چکا ہے۔ جہاں بالتوثیق شرعی اور قانونی اقرار کا ذکر کرتے ہوئے مولوی ثناء اللہ پر اتمام حجت کر دی گئی۔ اب اس کے بعد ہم ذیل کے شعروں پر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں:۔

اس بے وفا کو دیکھ جو بنتا ہے بوالوفا
کہتا ہے بیوفا ہیں ہم بے وفا نہیں
پورا مطالبات کو کرتا جو شرط پر
پھر دیکھتا کہ وعدہ کا ایفاء ہے یا نہیں
دیکھا جو کچھ نہ بن سکا آخر تو مکر سے
رادھا بھی بن گیا ہے مگر ناچتا نہیں

(خاکسار ابوالبرکات غلام رسول راجیکی)

امرتسری کی تین دیدہ زیب مفید کتابیں

مرقع ثنائی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو فیصلہ کے لئے آخری ایک طریق پیش کیا تھا۔ اُس سے امرتسری نے ڈر کر منہ پھیر لیا اور نامنظور کیا۔ اور مقابلہ میں نہ آیا۔ لیکن بعد وفات حضرت مسیح موعودؑ اس فیصلہ کو قبول کر کے اپنی جہالت اور ضلالت کا ثبوت دیا تھا۔ جس اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء میں رند امرتسری نے اس طریق فیصلہ سے انکار کیا تھا۔ اس پر جب کو وہ دکھانے سے بھی سخت گھبراتا ہے۔ ہم نے بڑی کوشش سے وہ پرچہ بہم پہنچا کر معہ اس کے مفصل جواب کے "مرقع ثنائی" کے نام طبع کر دیا ہے۔ جو قابل دید ہے۔ لہذا جو دوست اس بحث کو دیکھنا چاہیں وہ یہ مرقع اور اس کے ساتھ مندرجہ ذیل رسالہ منگا کر ملاحظہ کریں۔ مرقع کی قیمت صرف ۴ رہے ہے

فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی

اس میں بڑی مکمل بحث ثناء اللہ کے آخری فیصلہ کے متعلق کی گئی ہے۔ جس کا جواب امرتسری سے نہ بن سکا۔ اور نہ آئندہ دے سکتا ہے۔ قیمت صرف ۸ ر ہے

(مینجر فاروق)

دیانندی مشن

ویدک دھرم کی خطرناک تعلیم

اے شودرا اور اچھوت کہلانیوالو!

جس ذلت و خواری اور نندا کی زندگی تم سنسار میں بسر کر رہے ہو۔ جنموں سے اسی حالت میں تیر کرنے سے نہ تم کو اکشیپ ہوتا ہے۔ نہ تم پر کچھ اثر ہے۔ مگر پرمیشور کا ہر ایک سچا داس تمہاری اس گئی گذری حالت کو دیکھ کر ضرور افسوس کرے گا۔ کیونکہ پرماتما نے ہم میں اور تم میں کوئی فرق نہیں رکھا۔ جس اکاش کے نیچے تم رہتے ہو۔ اُسی کے نیچے ہم رہتے ہیں۔ جس پرتھوی پر تم چلتے ہو۔ اُسی پر ہم۔ جس طرح تم ننگے پیدا ہوتے ہو۔ اور پھر جس طرح مرتے ہو۔ اسی طرح ہم۔ جس ہوا میں تم دم لیتے ہو۔ اُسی میں ہم۔ جس سورج سے تم روشنی پاتے ہو۔ اسی سے ہم۔ پھر ہماری اور تمہاری پیدائش کا شروع ذریعہ بھی ایک ہی ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے:۔

"جو پرماتما سب کا باعث اور پوشندہ اور ہمیشہ قائم و فاعل مطلق ہے۔ اُس نے جس کو دنیا میں پہلے پیدا کیا۔ اسی کو سب لوگ برہما کہتے ہیں"

(منوسمرتی ادھیاء ایک اشلوک ۱۱)

برہما جی ہی کا نام مسلمانوں میں حضرت آدم علیہ السلام ہے۔ مگر اس پر بھی ہندو دھرم میں دونوں کی ایسی تقسیم کر دی۔ کہ خواہ مخواہ ہندو جنتا ایک (برہمن) کو عزت دار اور ایک (شودر) کو ذلیل و خوار سمجھتا اپنا دھارمک کام سمجھنے لگی۔ اسی تقسیم و جدائی نے آپس کے معاملات تعلقات۔ سلوک۔ رحمدلی۔ مہربانی اور برتاؤ وغیرہ سب کو ملیامیٹ کر دیا۔ آہ۔ آہ۔ افسوس ہزار افسوس اس نے کے لئے پکشپات (تعصب) کو تیاگ کر کے نیچے لکھے پدوں کو ہردے میں رکھ کے بچار کرو۔ جن کے کارن یہ ذلت و خواری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور نندا ہوئی۔ ہندو دھرم شاستر یعنی منوسمرتی میں لکھا ہے:۔

"اس سمپورن جگت کی رچھا کے لئے اس مہاتیجسوی برہمانے منہ۔ باہنہ۔ جانگھ اور چرن سے پیدا ہوئے۔ چاروں ورنوں کے کرم الگ الگ مقرر کئے"

(منوسمرتی ادھیا ۱ شلوک ۸۷)

"وید پڑھنا۔ وید پڑھانا۔ یگیہ کرنا۔ یگیہ کرانا۔ دان دینا۔ دان لینا۔ یہ چھ کرم برہمن کے لئے بنائے"

(شلوک ۸۸)

"رعایا کی حفاظت کرنا۔ دان دینا۔ یگیہ کرنا۔ وید پڑھنا دنیا کی نعمتوں میں دل نہ لگانا۔ یہ پانچ کرم کشتری کے لئے مقرر کئے" (شلوک ۸۹)

"چارپاؤں کی حفاظت کرنا۔ دان دینا۔ یگیہ کرنا وید پڑھنا۔ تجارت کرنا۔ سود۔ بیاج لینا کھیتی کرنا۔ یہ سات کرم ویشوں کے لئے مقرر کئے"

(شلوک ۹۰)

"شودر کے لئے ایک ہی کرم پربھو نے ٹھہرایا یعنی سچے دل سے ان تینوں ذاتوں کی خدمت کرنا"

(شلوک ۹۱)

واہ رے نیارے کہ سب سنسار ایک ہی منش برہما جی سے پیدا ہوئی۔ مگر کسی کو عزت دی اور آسمان پر چڑھا دیا۔ اور کسی کو ذلت دی۔ مگر زمین کی تہہ میں گھسا دیا۔ آہ برہمن۔ کشتری۔ ویش کے سوا جاتیوں کے مترو۔ تم نہ وید یا سیکھ سکتے ہو۔ نہ یگیہ کر سکتے ہو۔ نہ دان لینے دینے سے سروکار نہ کھیتی سے مطلب اور نہ تجارت سے غرض رکھ سکتے ہو۔ بس تمہاری چھوٹی قسمت میں صرف محنت و خدمت کرنا ہی لکھا گیا ہے۔ اس حکم پر بس نہ کر کے آگیا ہوتی ہے کہ

"برہمن کے نام میں لفظ منگل یعنی خوشی اور کشتری کے نام میں لفظ بل یعنی طاقت اور ویش کے نام میں لفظ دھن یعنی دولت اور شودر کے نام میں لفظ نندا یعنی ذلت شامل کرنا چاہیئے"

(منوادھیا ۲ شلوک ۳۱ ہے رام ہے رام)

اور دیکھو:۔

"برہمن۔ کشتری۔ ویش۔ تینوں ورن اگر محبت کی وجہ سے نیچ ذات کی لڑکی کے ساتھ وواہ کریں تو اولاد اور اپنی کل کو ناش کر دیتے ہیں"

(منوادھیا ۳ شلوک ۱۵)

ہائے غضب اگر شودر کی کنیا سے پریم ہو جائے تو ناش لگ جائے ہے دیالو ہے کرپالو۔ پھر لکھا ہے:۔

"جو شخص شودر کو دھرم کا اپدیش دیتا ہے۔ وہ مع اس شودر کے اسم برت نام نرک میں جاتا ہے"

(منوادھیا ۴ شلوک ۸۱)

یہی نہیں۔ بلکہ:۔

"شودر کے پاس بھی نہ پڑھے"

(منوادھیا ۴ شلوک ۹۹)

کیونکہ:۔

"برہمن کی سیوا شودر کا بڑا کرم ہے۔ اس کو چھوڑ کر جو کچھ کرتا ہے۔ وہ نسپھل ہے"

(منوادھیائے ۱۰ شلوک ۱۲۳)

ہے دانا ایسی کٹھن بے چارہ شودر کے کان میں وید یا کی بھنک (آواز) بھی نہ پہنچنے پائے۔ اور پڑھو:۔

"جو ذات ہی میں برہمن ہو۔ اور برہمن کا کام کچھ بھی نہ کرتا ہو۔ اور مورکھ ہو۔ تو وہ بھی راجہ کو اپدیش کر سکتا ہے۔ اور شودر کیسا ہی ہو۔ وہ اپدیش نہیں کر سکتا" (منوادھیا ۸ شلوک ۲۰)

بلکہ:۔

"جو شودر برہمنوں کو دھرم کا اپدیش کرے۔ اس کے منہ اور کان میں گرم تیل راجہ ڈالے"

(منوادھیا ۸ شلوک ۲۷۲)

منوجی مہاراج کی اس آگیا سے سوامی دیانند سرستی کا وہ سدھانت بھی مٹ گیا۔ کہ:۔

"جو برہمن ہو کر مورکھ ہو۔ سو شودر ہے"

(ستیارتھ پرکاش سملاس ۴ صفحہ ۱۰۹)

اور دھیان دو

"اگر شودر۔ برہمن یا کشتری یا ویش سے سخت زبانی کرے۔ تو اس کی زبان میں سوراخ کیا جائے وہ عضو حقیر یعنی پاؤں سے پیدا ہوا ہے"

(منوادھیا ۸ شلوک ۲۷۰)

ہے دانا ایسی کٹھن بے چارہ شودر کے کان میں وید یا کی بھنک (آواز) بھی نہ پہنچنے پائے۔ اور پڑھو:۔

"جو شودر اگر برہمن یا کشتری یا ویش کے ساتھ ایک آسن پر بیٹھے۔ تو اس کی کمر میں نشان کر کے نکال دے۔ خواہ اس طرح اس کے چوتڑ کاٹ دے۔ کہ وہ مرنے نہ پائے"

(منوادھیا ۸ شلوک ۲۸۱)

بلکہ:۔

"شودر کی لڑکی کو اپنے پلنگ پر بٹھانے سے برہمن نرک میں جاتا ہے"

(منوادھیا ۳ شلوک ۱۷)

ہے دیالو پرماتما تیری دیا۔ دیکھئے جاؤ لکھا ہے:۔

"جو شودر برہمن کے بال و پاؤں و داڑھی و گلاو فوط کو پکڑے۔ اس کا ہاتھ کاٹنا چاہیئے۔ یہ خیال نہ کرے۔ کہ اس کو تکلیف ہوگی"

(منوادھیا ۸ شلوک ۲۸۳)

اور اگر:۔

"تمام پاپوں کو برہمن نے کیا ہو۔ تو بھی اس کو قتل نہ کرنا چاہیئے" (منوادھیا ۸ شلوک ۳۸۰)

کیونکہ:۔

"دنیا میں برہمن کے قتل سے زیادہ کوئی دوسرا ادھرم نہیں ہے۔ اس لئے راجہ دل میں بھی برہمن کے قتل کا خیال نہ کرے"

(منوادھیا ۸ شلوک ۳۸۱)

ذرا اور نین کھول کر پڑھو:۔

"شودر سمرتھ بھی ہو مگر دولت جمع نہ کرے۔ کیونکہ شودر دولت پا کے برہمن ہی کو تکلیف دیتا ہے"

(منوادھیائے ۱۰ شلوک ۱۲۹)

لہٰذا:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"نیچ ذات والا لالچ سے بڑوں کے کام کرکے دولت پیدا کرے۔ تو راجہ کو چاہیئے۔ کہ اس کی دولت چھین کر اس کو جلد اپنے دیش سے نکال دے"

(منو ادھیائے ۱۰ اشلوک ۹۶)

کیوں؟ اسلئے کہ:-

"براہمن شودر و داس سے دولت لے لیوے۔ اس میں کچھ بچا نہ کرے۔ کیونکہ وہ دولت کچھ اس کی ملکیت نہیں ہے۔ وہ بے زر ہے۔ وہ (شودر) جو دولت فراہم کرے۔ اس دولت کا مالک اس کا سوامی ہے" (منو ادھیائے ۸ اشلوک ۴۱۷)

اس لئے کہ:-

"زوجہ و فرزند و داس یہ تینوں بے زر ہیں۔ اور دولت کو فراہم کریں۔ تو جس کے یہ تینوں ہیں۔ اس کی دولت ہے"

(منو ادھیائے ۸ اشلوک ۴۱۶)

واہ رے نیائے۔ پیارے مترو یہاں تک ہم نے وہ پرمان سنائے۔ اور بتلائے۔ جن کو عام طور سے ہندو مانتے ہیں۔ اور انہیں پر عام طور سے ہندو عمل کرتے ہیں۔ مگر دیانندی (آریہ سماجی) ان پر دھیان نہیں دیتے۔ بلکہ منو جی مہاراج کے حکموں کو گپوڑا بازی کہتے ہیں۔ اس لئے ضرورت پڑی۔ کہ دیانندیوں (آریہ سماج) کے لئے ان کے گرو سوامی دیانند جی (جو ایک مہا نیتا بلکہ پرپتامہ کہے جاتے ہیں) کی اگیا ان کی ستیک ستیارتھ پرکاش سے دکھائیں۔ تاکہ دیانندی (آریہ سماجی) کوئی ڈاک چھل (دھوکہ دہی) نہ کر سکیں۔

شودر و اچھوت بھائیو۔ تمہارے اوپر کلہاڑی چلانے اور ذلت و خواری کرنے میں انہوں نے بھی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ ستہ ہے بھیڑ جہاں جائے گی مونڈی ہی جائیگی سوامی دیانند جی لکھتے ہیں:-

"شودر کو چاہیئے۔ کہ براہمن۔ کشتری اور ویشوں کی خدمت مناسب طور پر کرے۔ اور اس سے اپنی وجہ معاش پیدا کرے۔ شودر کا یہی ایک کام اور وصف ہے"

(ستیارتھ پرکاش سمولاس ۴ صفحہ ۱۱۶)

مگر کیسے دھیان دو:-

"یہ پستمبہ کا سوتر ہے۔ کہ آریوں کے گھر میں شودر کھانا پکانا وغیرہ خدمات کریں۔ لیکن جب وہ بنا دیں۔ تو منہ باندھ کر بنا دیں۔ تاکہ ان کے منہ سے جھوٹھا اور نکلا ہوا انس بھی کھانے میں نہ پڑے" (ستیارتھ پرکاش سمولاس ۱۰ صفحہ ۳۴۹)۔

شودر بھائیو۔ گو سوامی دیانند جی نے اصلاح کے بہانہ ویدک دھرم کا ناش کر دیا۔ مورتی پوجن کے کھنڈن میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ مگر تمہاری نندا میں کوئی بات اٹھا نہیں رکھی۔ بلکہ تمہاری ذلت و خواری میں سنو مہاراج سے بھی آگے بڑھ گئے۔ بھلا وچار تو کرو۔ کہ ایک تو شودر بے چارہ خدمت کرے۔ آٹا گوندھے۔ روٹی پکاوے۔ مگر منہ کو پہلے سے باندھ لے۔ چھی۔ چھی۔ چھی۔ گویا جیسے ناچ پردائیں چلاتے وقت بیل کو منہ سیکا باندھ دیتے ہیں۔ افسوس۔ مگن ہے۔ ڈاک چھل کر کے دیانندی کہدیں۔ کہ سوامی دیانند جی کو نہیں بلکہ کارن کو سویکار (قبول) کرتے ہیں۔ تو پڑھو اور وچار کرو۔ سوامی جی خاص طور سے شکشا (ہدایت) دیتے ہیں "براہمن وغیرہ اعلیٰ ذاتوں کے ہاتھ کا کھانا چاہیئے۔ اور چنڈال وغیرہ نیچ بھنگی چمار وغیرہ کا نہ کھانا چاہیئے"

(ستیارتھ پرکاش سمولاس ۴ صفحہ ۳۵۵)

شودر بھائیو اور اچھوت جاتیو۔ اسی کا پھل ہے۔ کہ تم ہندو کہلاتے ہو۔ مگر مندر میں جانا اور ساتھ بیٹھ کر یا اکیلے سندھیا کرنا تو درکنار مندر کے دوارے (دروازہ) تک نہیں پہنچ سکتے۔ دیکھو سب مسلمان خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے ایک ساتھ مسجد میں جا کر مل کر نماز پڑھتے ہیں۔

تم ہندو کہلاتے ہو۔ مگر تم کسی دوسرے اونچ جاتی ہندو کا حقہ پینا تو درکنار حلیم تک نہیں پی سکتے دیکھو مسلمان سب آپس میں مل بیٹھکر ایک ہی حقہ پیتے ہیں۔

تم ہندو کہلاتے ہو۔ مگر تمہارے گھر کا پکا ہوا کھانا تو درکنار تمہارا چھوا ہوا بھی کوئی اونچ جاتی کا ہندو نہیں کھا سکتا۔ دیکھو مسلمان سب ایک برتن میں ملکر کھاتے ہیں۔

مترو ہم چونکہ تمہارے ہی جیسے منش ہیں۔ تمہاری درگتی دیکھ دیکھ کر بہت دکھی ہوتے ہیں۔ مگر ہمارا کوئی بس نہیں ہے۔ کیونکہ تم نے جس دھرم کی شرن لی ہے۔ اس کی ایسی ہی ریتی ہے۔ اس میں کوئی سنشودھن (ترمیم و تنسیخ) نہیں کر سکتا۔ ہاں اس کے مقابلہ میں ست دھرم اسلام کی اگیا دے کر آشا (امید) کرتے ہیں۔ کہ وچار کر کے مرنے سے پہلے پرائشچت (کفارہ) کر لو۔ ست دھرم اسلام میں ذات پات کا بندھن نہیں ہے۔ بلکہ شکشا (ہدایت) ہے:-

انما المومنون اخوۃ یعنی جب کوئی مسلمان ہو جائے تو پہلے وہ مسلمان کا بھائی بن جاتا ہے۔ کیونکہ یہاں برہمن و شودر کوئی نہیں۔ بلکہ سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ یہی وجہ تھی۔ کہ لاکھوں کوس ترکوں اور انگریزوں سے لڑائی ہوئی۔ مگر یہاں ہندوستان کے مسلمان بے چین و بے کل ہو گئے۔ اور ہزاروں نے ترکوں کے کارن جیل خانے بھگتے۔

ہاں ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ یعنی تم میں براہمن وہی ہے۔ جو سب سے زیادہ پرمیشور کی اگیا (حکم) کو ماننے والا اور اس کی شکشا (ہدایت) پر چلنے والا ہے۔ اس لئے فرمایا گیا ہے:-

ولا تنابزوا بالالقاب وبئس الاسم الفسوق بعد الایمان۔ یعنی کوئی براہمن ہو یا شودر اونچ جاتی کا ہو یا نیچ (بھنگی چمار وغیرہ) اگر مسلمان ہو جائے۔ تو اس کو بڑے لقب (پہلی ذات) اور ذلت والے نام سے مت پکارو۔ بلکہ اس کو اپنی برابر کا سمجھو۔ اور اس سے برابری کا برتاؤ کرو۔ کیونکہ مسلمان ہوتے ہی وہ تمہارا بھائی بن گیا۔

پس مترو۔ اسلام کی شرن میں آؤ۔ مسلمانوں کی گودیں تمہارے لئے کھلی ہوئی ہیں۔ وہ تمہیں ملنے اور گلے لگانے کے لئے بے چین ہیں۔ ان میں برابری کے برتاؤ کا یہ حال ہے۔ کہ مسلمانوں کے بڑے بڑے رئیس اور سردی تمہارے ساتھ ایک برتن میں کھانے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو تیار ہیں ؎

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

یعنی مسلمانوں میں براہمن۔ کشتری۔ ویشہ اور شودر نہیں ہے ؛

(اخفر الزمان محمد ادریس خاں لودی۔ سیکرٹری انجمن اسلامیہ بدایوں)

ثناء اللہ کا حق پوشی پر منکرانہ اصرار

ثناء اللہ نے ۵ اگست کے پرچہ اہلحدیث میں مولوی ابوالحسن دہلوی کی وفات کے متعلق ایک مراسلہ شائع کرتے ہوئے اپنی جبلی عادتِ نیش زنی سے مجبور ہو کر حاشیہ میں ایک خواہ مخواہ کا نوٹ لکھدیا تھا۔ کہ:۔

"مرزا صاحب قادیانی نے حضرت میانصاحب (مولونا سید نذیر حسین) کے حق میں پیشگوئی کی تھی۔ آپ ابتر (بے اولاد) رہیں گے" (حقیقۃ الوحی) نتیجہ یہ ہوا۔ کہ میانصاحب کے پوتے بھی پوتوں کے دادا ہو کر فوت ہوئے ہیں"

اس میں چونکہ میری دانست میں ثناء اللہ صاحب دو سیاہ جھوٹوں کے مرتکب ہوئے تھے۔ اسلئے میں نے احقاق حق اور انکشاف حقیقت کی خاطر مولانا ابوذر امرتسری سے فاروق ۱۲ اگست میں دو سوال کئے تھے کہ اس قسم کی کوئی پیشگوئی حقیقۃ الوحی سے مولوی ثناء اللہ دکھاویں۔ جس میں بطور پیشگوئی درج ہو۔ کہ مولوی نذیر حسین ابتر (بے اولاد) مریگا۔ دوسرے اس واقعہ کی تغلیط کریں۔ کہ مولوی نذیر حسین کے مرتے وقت اس کا کوئی بیٹا بقید حیات موجود تھا ؛

رہا بیڑھا مثال نیش کژدم

یہ ہر دو مطالبات نہایت واضح الفاظ میں تھے اور ہیں۔ اس میں نہ کسی صرف و نحو کے ہیر پھیر یا منطقیانہ الجھنوں میں پھنسنے کی ضرورت تھی۔ نہ ایک سیدھا چلنے والے مجیب کو اس کا جواب دینے میں کوئی بھی دقت تھی۔ صرف حقیقۃ الوحی کا صفحہ نکال کر اس پیشگوئی کی چند سطور نقل کر دیتا جس میں درج ہوتا۔ کہ مولوی نذیر حسین ابتر مریگا۔ دوسرے مولوی نذیر حسین کے اس لڑکے یا لڑکوں کا نام لکھ دیتا۔ جو اس کی موت کے وقت بقید حیات موجود تھے پس قصہ ختم ہو جاتا۔

مگر کیا تو یہ کیا۔ کہ نبیرہ اور نواسہ کی بے جا لفظی بحث میں اپنے اخبار کے دو کالم سیاہ کر ڈالے کہ نبیرہ کے معنے نواسہ نہیں ہوتے۔ ثناء اللہ بھی سچے ہیں۔ کہ ہمیشہ مفعول اور مفعول لہٗ وغیرہ کی گردانوں میں سرگردان رہ کر فاضلیت کا امتحان پاس کیا ہے۔ اگر کسی فارسی کی لغت فرہنگ آصفیہ یا لغات کشوری یا اور کوئی عام لغات کو ہی ایک نظر دیکھ لیتے۔ تو ان کو معلوم ہو جاتا۔ کہ نبیرہ کے معنے نواسہ بھی ہوتے ہیں۔ تو پھر ان کو اس شکیہ فقرہ کے لکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی کہ:۔

"اس گروہ کے نزدیک نبیرہ کے معنے شاید نواسہ (دھوتے) کے ہوں"

(اہلحدیث ۵ ستمبر ۱۹۳۰ء)

یا کسی اہل زبان سے اس لفظ نبیرہ کا عرف عام میں استعمال ہی دریافت کر لیتے۔ کہ عام طور پر نبیرہ کن معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ خیر اب ذرا کسی لغت کو دیکھ لو۔ تو معلوم ہو جائے گا۔ کہ نبیرہ نواسہ کو بھی کہتے ہیں۔ اور پھر اپنے اس طعن پر شرماؤ کہ:۔

"جس فرقہ کے بانی نے ان کو یہ سکھایا ہے۔ کہ حدیثی لفظ دمشق سے مراد قادیان ہے۔ اس گروہ کے نزدیک نبیرہ کے معنے شاید نواسہ کے ہوں" (اہلحدیث ۵ ستمبر ۱۹۳۰ء)

اے اعور العین امرتسری سُن! اگر یمامہ کے معنے مدینہ ہو سکتے ہیں۔ اور خوشہ انگور کے معنے مکرمہ ہو سکتے ہیں۔ یا لمبے ہاتھوں کے معنے سخاوت کے ہو سکتے ہیں۔ تو کیوں جبل پور کے شکست خوردہ اور کوہ مصنوعی میں عبدالحق پادری سے ہزیمت یافتہ بھگوڑے نیز پنجاب کے نزدیک قادیان کے معنے دمشق ہونے میں اعتراض ہے۔ جس پر زندہ واقعات نے موجودہ حالات نے سینکڑوں پیشگوئیوں نے مجسمہ گواہ بن کر شہادت دیدی ہے پس ثناء اللہ کو چاہیئے۔ کہ طعن کے دینے سے پیشتر اپنے گھر میں جھانک لیا کرے۔ پھر منہ کھولا کرے۔ تاکہ اس طرح چاند پر تھوکا منہ پر نہ آپڑے۔ بھلا اس خارج از بحث نبیرہ اور پوتا کے لفظی نزاع کی تطویل کو میرے اصل مطالبات سے کیا تعلق ہے۔ کیا اس سے نذیر حسین کے ابتر بے اولاد مرنے کی پیشگوئی ثابت ہوتی ہے۔ یا نذیر حسین کے مرتے وقت لڑکے یا لڑکوں کی موجودگی ثابت ہوتی ہے۔ اچھا فرض کر لو۔ کہ ابوالحسن کو نواسہ سمجھنے میں ہماری غلطی ہو گی۔ اس سے نفس مطالبات میں کون سا فرق آگیا ؛

ابوذر کی حماقت

ثناء اللہ صاحب اپنے مضمون کے ابتداء میں کیا مزے سے لکھتے ہیں:۔

"شیخ سعدی فرماتے ہیں۔ دنیا میں کسی شخص نے اپنی حماقت کا اعتراف نہیں کیا۔ مگر اس نے جو دوکی باتوں میں بن بلائے دخل دے۔ وہ اپنی بے وقوفی اور حماقت کا بزبان حال معترف ہے" (اہلحدیث ۵ ستمبر ۱۹۳۰ء)

اور پھر خود بدولت ہی آگے چل کر اس حماقت مآبی کو دودھ کی مکھی سے تشبیہ دیکر یوں رقم طراز ہیں۔

"مولوی عبدالغفار دہلوی کا ایک مراسلہ باب انتقال مولوی ابوالحسن دہلوی چھپا تھا۔۔۔۔ بقول شخصے دودھ کی مکھی کھانے کو جو ہمارا جی چاہا۔ تو ہم نے اس مضمون کے نیچے ایک نوٹ لکھا۔ کہ مرزا صاحب قادیانی نے تو حضرت میانصاحب دہلوی کے حق میں ابتر ہونے کی پیشگوئی کی تھی۔ مگر ان کی دعا کی برکت سے میاں صاحب مرحوم کے پوتے بھی دادا ہو کر فوت ہوئے"

کہاں ابوالحسن کا انتقال اور کہاں اس کے متعلق عبدالغفار کا مراسلہ۔ اور پھر اس میں خواہ مخواہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور بے تعلق اور بے جوڑ اور بے موقعہ اور بالکل صریح جھوٹ اور دروغ بافی اس کشمیری جوتے کی۔ کہ مرزا صاحب نے نذیر حسین کے ابتر ہونے کی پیشگوئی کی تھی۔ یہی ہے وہ نجاست کی کھیر جس کا ذکر شیخ سعدی مرحوم فرماتے ہیں۔ اور جس پر ابوزر جوتے منہ مار کر اپنی حماقت اور بے وقوفی کا بزبان حال اعتراف کیا ہے۔ اب تو مجھے حق حاصل ہے۔ کہ ثناء اللہ کے زبان زد شعر کا اعادہ کروں کہ ؎

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

گرگ امرتسری کی بیجا تعلی

اب آگے ذرا ابوزر کے اس جواب کی حقیقت ملاحظہ فرمایئے۔ جو اس ذات شریف نے میرے اس باطل کش مطالبہ کے متعلق دیا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی وہ پیشگوئی حقیقۃ الوحی میں دکھلاؤ۔ جس میں یہ درج ہو۔ کہ مولوی نذیر حسین ابتر مریگا۔ اس کے جواب میں ابوزر صاحب مجھے یوں ہمدردانہ نصیحت اور ناصحانہ مشورہ دیتے ہیں۔ کہ:۔

"اسی لئے بطور نصیحت ان لوگوں کو کہا کرتے ہیں کہ جو مضمون اہلحدیث کے جواب میں لکھا کرو۔ وہ پہلے اہلحدیث ہی کو دکھا دیا کرو۔ تاکہ تمہاری غلطی کی اصلاح ہو جایا کرے۔ اگر وہ ہم سے اس راز کو مخفی رکھنے کے لئے بھی کہیں۔ تو ہمیں انکار نہ ہو۔ لیکن وہ ایسا نہیں کرتے۔ اور اپنے رسول کے کلمات سے انکار کر کے ذلیل ہوتے ہیں"

ابوزر امرتسری کی اس گرگانہ نصیحت پر ناظرین امیدوار ہونگے۔ کہ ابوزر جھٹ وہ پیشگوئی کے الفاظ نکال کر دکھا دینگے۔ جس میں یہ درج ہو۔ کہ مولوی نذیر حسین ابتر بے اولاد مریگا۔ مگر ناظرین یاد رکھیں۔ ان ملوں میں تیل نہیں۔ مولوی ابوزر امرت سری سے اس قسم کی راست روی اور راست گوئی کی امید رکھنا ؎

خیال است و محال است جنوں

کا مصداق ہے۔ کیونکہ اس لئے تو اغویتنھم اجمعین کا اقرار صالح کر کے کج روی اور اغوا کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔

امرتسری رند کا جواب ناصواب

دیکھئے اس کا جواب ناصواب

فرمایا گیا ہے:۔

"سنئے تمہیں اس سے تو انکار نہ ہوگا۔ کہ مرزا صاحب کا الہام ہے۔ ان شانئک ھو الابتر" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳ و ۱۴) اس الہام کو مرزا صاحب نے متعدد مخالفوں پر چسپاں کیا ہے۔ مولوی عبدالرحمن بن حافظ محمد لکھوی پر۔ مولوی سعد اللہ لدھانوی پر۔ الہام کے ماتحت آپ نے یوں لکھا۔ کہ نذیر حسین دہلوی جو ان سب کا سرغنہ تھا۔ جو دعوت مباہلین میں اول المدعو میں ہے۔ اپنے لائق بیٹے کی موت دیکھکر ابتر ہونے کی حالت میں دنیا سے گذر گیا۔

تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۲

ناظرین جس صورت میں اسی کتاب میں ابتر کو مرزا صاحب نے اپنی الہامی پیشگوئی بتایا ہے۔ اور حضرت میاں صاحب کی وفات کو اسی الہام کے ماتحت قرار دیا۔ تو اس میں کسی بے وقوف کو بھی شک رہ سکتا ہے۔ کہ حضرت میاں صاحب کے حق میں ابتر ہونے کی پیشگوئی نہ تھی" (اہلحدیث ۵ ستمبر ۳۰ء)

ناظرین کرام! یہ ہے۔ وہ جواب لاجواب جس پر ابوزر امرتسری ہم کو ہمدردانہ نصیحت کرتے ہیں۔ یہ ہے وہ راز پرآز جس کے مخفی رکھنے کے لئے ہم سے درخواست کرنے کے متمنی ہوئے ہیں۔ یہ جواب مزید کسی تردید یا تشریح کا محتاج نہیں۔ اسی کو کہتے ہیں سوال آز آسمان جواب از ریسماں۔ میرا مطالبہ تھا۔ کہ وہ حوالہ دکھلاؤ۔ جس میں نذیر حسین کے ابتر بے اولاد مرنے کی پیشگوئی ہو۔ جواب ملتا ہے۔ ان شانئک ھو الابتر مرزا صاحب کا الہام تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳ پر پڑھ لو۔ جب ہم حقیقۃ الوحی کے مذکورہ صفحات کھولکر پڑھتے ہیں۔ تو وہاں یہ لکھا ہوا ہے:۔

"ان شانئک ھو الابتر۔ جو میں خدا سے الہام پاکر سعد اللہ لدھانوی کے حق میں پیشگوئی کی تھی ..... بدقسمت سعد اللہ کے ان کلمات کے بعد جو اس نے میری نسبت کہے۔ یعنی یہ کہ گویا میں مع اپنی تمام اولاد کے ہلاک ہو جاؤں گا۔ اور کچھ بھی میرا باقی نہ رہے گا۔ اور جماعت درہم برہم ہو جائیگی۔ خدا نے اس کی نسبت یہ الہام دیا۔ کہ ان شانئک ھو الابتر۔ یعنی تو ابتر نہیں ہوگا۔ بلکہ تیرا بدگو ہی ابتر رہے گا۔ پھر ان معنوں کی رو سے بھی ابتر ہوا۔ کہ اس وقت سے جو اس کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ ان شانئک ھو الابتر۔ گویا اسی دم سے خدا تعالیٰ نے اس کی بیوی کے رحم پر مہر لگا دی۔ اور اس کو کھلے کھلے الفاظ میں سنایا گیا تھا۔ کہ اب موت کے دن تک تیرے گھر میں اولاد نہ ہوگی" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱ و ۱۲ و ۱۳)

ناظرین ابوزر امرت سری کے پیش کردہ حوالجات میں کہیں ایک جگہ بھی نذیر حسین کے متعلق ان شانئک ھو الابتر میں اشارہ نہ پاؤ گے۔ بلکہ جہاں کہیں بھی اس بے اولاد ابتر ہونے کی پیشگوئی کا ذکر اشارۃً یا کنایۃً کیا گیا ہے۔ اس کو صرف اور صرف سعد اللہ لدھانوی کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ نہ کہ ثناء اللہ کے شیخ الکل نذیر حسین دہلوی کے لئے۔ اب آگے تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۲ کے حوالہ کی حقیقت بھی ذرا ملاحظہ فرمایئے۔ اور ابوزر امرتسری کی یہودیانہ تحریف کی داد دیجئے۔

رند امرت سری کے جواب کی حقیقت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سعد اللہ لدھانوی کی موت کا ذکر کرتے ہوئے تتمہ صفحہ ۲۲ پر رقم فرماتے ہیں:۔

"پھر دوسری دفعہ جو میں نے سعد اللہ کو مباہلہ کا نشانہ بنایا۔ اس کا ذکر میری کتاب انجام آتھم کے صفحہ ۶۷ میں ہے۔ اور اس دعوت مباہلہ میں کئی مولوی اور شامل ہیں۔ جن کے ناموں کی فہرست انجام آتھم کے صفحہ ۶۹ تک کتاب مذکور میں درج ہے (ان میں ثناء اللہ کا نام بھی ہے۔ جس پر املی لھم لیزدادو اثما کی مہر وارد ہے۔ فخر) ..... اس مباہلہ پر آج کے دن تک بارہ برس اور تین مہینے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور کئی دن گذر چکے ہیں۔ پھر اس کے بعد اکثر لوگوں نے زبان بند کر لی۔ اور بدزبانی سے باز نہ آئے۔ ان میں سے بہت کم ہونگے۔ جنہوں نے **موت کا مزہ نہ چکھا۔ یا کسی ذلت میں گرفتار نہ ہوئے** چنانچہ نذیر حسین دہلوی جو ان سب کا سرغنہ تھا۔ جو دعوت مباہلہ میں اول المدعوین ہے۔ اپنے لائق بیٹے کی موت دیکھکر ابتر ہونے کی حالت میں دنیا سے گذر گیا رشید احمد گنگوہی جس کا نام دعوت مباہلہ میں درج ہے۔ مباہلہ کی دعوت اور بد دعا کے بعد اندھا ہو گیا۔ پھر سانپ کے کاٹنے سے مر گیا۔ اسی طرح مولوی عبدالعزیز لدھانوی۔ مولوی محمد لدھانوی۔ مولوی رسل بابا۔ غلام دستگیر وغیرہ مباہلین کی ہلاکت کا ذکر ہے۔"

ابوزر امرتسری نے تو لا تقربوا الصلوٰۃ کا مصداق حوالہ درج کیا تھا۔ گو اس سے بھی اُس کا اُلو سیدھا نہ ہو سکتا تھا۔ تاہم مکمل حوالہ متذکرہ بالا کے نقل کرنے سے اس امرتسری "بھان متی کے کنبہ" کا تار و پود اکھڑ گیا ہے۔ ناظرین ان ہر دو حوالجات میں اچھی طرح دیکھ لیا ہے۔ کہ نذیر حسین کے بے اولاد مرنے کی پیشگوئی کا ان میں کہیں اشارہ تک بھی نہیں۔ بلکہ انجام آتھم کے ایک مباہلہ کا ذکر ہے۔ جس میں مدعوئین مختلف طور کے عذابوں میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوئے۔ کوئی طاعون سے کوئی اندھا ہو کر کوئی سانپ کے ذریعہ اور کوئی جوان بیٹے کی موت کے صدمہ دیکھنے کے بعد۔ اسی ذیل میں سعد اللہ بے اولاد ابتر ہونے کے عذاب میں اور ثناء اللہ املی لھم کے عذاب میں کے مورد ہیں۔ پس ان سب مدعوین مباہلہ کو یکجائی ذکر کرنے سے ان شانئک ھو الابتر کے مخصوص معنوں بے اولاد مرنے کا مورد قرار دینا سوائے ابوزر امرتسری کی عقل و دیانت کے اور کوئی شریف انسان جائز قرار نہ دیگا جبکہ ہر ایک ذکر شدہ کی ہلاکت کی تصریح کر دی گئی ہے پھر ایک ہی رسہ سے سب کو باندھنا۔ اور ایک ہی لاٹھی سے سب کو ہانکنا ابوزر امرتسری کا ہی کام ہے۔ البتہ ایک لفظ "ابتر" تتمہ ص۲۲ کے حوالہ میں موجود ہے۔ جس کے تنکے کا سہارا لے کر ابوزر بچنا چاہتا ہے۔ مگر اپنی بدقسمتی سے یہ سہارا بھی اس نے اپنے ہاتھ سے کھو دیا ہے۔ کہ اپنے اسی مضمون میں حقیقۃ الوحی صلا کا وہ حوالہ خود درج کر دیا ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعودؑ نے لفظ ابتر کے معنے لکھے ہیں۔ کہ:۔

"ابتر کا لفظ بے فرزند ہونے کے لئے مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک بدنصیب جو نامراد اور زیاں کار رہے۔ اس کو ابتر کہتے ہیں۔"

(اہلحدیث ۵ ستمبر ۱۹۳۰ء)

پس ان تمام حوالجات کا خلاصہ مطلب یہ ہوا۔ کہ ان شانئک ھو الابتر بمعنے بے اولاد مرنے کے صرف سعد اللہ کے حق میں پیشگوئی مخصوصہ تھی۔ اور بمعنے بدنصیب نامراد اور زیاں کار رہنے کے تمام دشمنانِ حق کے عام پیشگوئی تھی۔ اسی میں ابوزر امرتسری بھی شامل ہے۔ ابوزر امرتسری آئے دن سلسلہ احمدیہ کی روز افزوں ترقی اور اپنی پیہم ناکامی اور ذلت دیکھ دیکھکر اپنے ابتر رہنے کا مجسمہ ہے۔ مزید برآں ابوزر کو اپنا حال و مستقبل پیش نظر ہے۔ وہ خوب محسوس کرتا ہے۔ کہ حقیقی معنوں میں پیشگوئی کے عام معنوں کے ماتحت خود بھی باوجود اولاد نرینہ رکھنے کے ابتر لوگوں میں شمار ہوگا۔ کیونکہ ابتر کے یہ معنے تسلیم کر کے اس نے اپنے آخری فیصلہ کا لاحاصل اعادہ فرمایا ہے۔ جس پر اسی فاروق ۱۲ر اگست میں بالتفصیل کافی و وافی لکھا جا چکا ہے۔ جس کے جواب کا ابوزر کو حوصلہ نہیں پڑا۔ اور ان شاء اللہ پڑے گا۔

لہذا میرا وہ مطالبہ بدستور قائم ہے۔ کہ ابوزر امرتسری حقیقۃ الوحی بلکہ اب میں عام کرتا ہوں۔ حضرت صاحبؑ کی کسی کتاب یا اشتہار میں سے یہ پیشگوئی نکال کر دکھا دیں۔ کہ مولوی نذیر حسین ابتر (بے اولاد) مرینگے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہ مولوی نذیر حسین کے مرتے وقت کون کون سے لڑکے بقید حیات موجود تھے۔ اس جواب کیلئے کسی صغریٰ و کبریٰ کے قائم کرنیکی چنداں ضرورت نہیں صرف یہ پیشگوئی دکھائی جائے۔ جس کا ابوزر نے بڑے شد و مد سے ۱۵ر اگست میں

. . . . . .

. . . . . .

دعویٰ کیا تھا۔ اہلحدیث ۵ ستمبر کے متذکرہ بالا کہیں کا اینٹ اور کہیں کا روڑا ادلے جواب پر تو بقول ابوزر کے بے تکلے وقوفوں کو تو کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ البتہ عقلمندوں کو اس میں کلام ہے اور شک تو کیا۔ اس کی یہودیانہ تحریف اور کذب صریح ہونے پر کامل یقین ہے۔ کیا اسی پر تے پر ابوزر امرتسری ہم کو نصیحت کرتا ہے۔ کہ اہل حدیث کے تردیدی مضمون پہلے اہلحدیث کو دکھلا کر اصلاح کرا لیا کریں ؎

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملّا
کار طفلاں تمام خواہد شد

اگر اپنی اصلاح پر اتنا ہی ناز ہے۔ تو ذرا "مولوی ثناء اللہ کی وہی ایک ٹانگ" والے مضمون کی تردید تو کر کے دکھلاؤ۔ جس میں تمہارے مایۂ ناز ایک روپیہ فی سینکڑہ والے قیمتی مضمون کا تار و پود بکھیر کر رکھدیا ہے۔ اس میں تو تم ٹس سے مس نہیں ہوئے۔ پھر مولوی نذیر حسین کے ابتر مرنے کی پیشگوئی نہیں دکھلا سکے۔ نذیر حسین کی موت کے وقت بقید حیات لڑکے یا لڑکوں کے نام نہیں بتلا سکتے۔ اور خواہ مخواہ کی لفظی بحث میں آئیں بائیں شائیں کر کے تین چار کالم سیاہ کر ڈالے۔ پھر اس پر طرّہ یہ کہ ہم کو نصیحت کی جاتی ہے۔ اور ہم کو راز افشا کرنے کی دھمکی دی جاتی ہے ؎

مولوی صاحب یہی توحید ہے؟
سچ کہو کس دیو کی تقلید ہے!
کیا یہی توحید حق کا راز تھا؟
جس پہ برسوں سے تمہیں اک ناز تھا!
(خاکسار فخر الدین ملتانی)

فاروق کی درخواست

ناظرین سے ہمارا یہ مطالبہ ہے۔ کہ فاروق کی اشاعت نہایت درجہ کی کامیابی سے ہو رہی ہے۔ اس لئے ہم احباب کی طرف توجہ نہیں دلاتے۔ اگر ہر خریدار کم از کم ایک ایک دو دو جدید خریدار پیدا کر دیں۔ تو فاروق ایک پاؤں پر کھڑا ہو جائے۔ نہیں۔ تو فاروق اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے۔ بہرحال آپ توجہ کریں گے۔

(مینیجر فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں مرزا قاسم علی نے چھاپ کر فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)

فاروق بک ایجنسی کی مختصر فہرست کتب

تین نایاب کتابیں

التشریح الصحیح لالہامات المہدی والمسیح

یہ ایک طرح سے نعم الوکیل کا دوسرا حصہ ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے اُن ۱۲۹ الہامات کے متعلق بحث کی گئی ہے۔ جن کو غیر احمدی مولوی خلاف اسلام اور قرآن مجید کے مخالف قرار دیکر حضرت مسیح موعودؑ کو کافر قرار دیتے ہیں۔ قابل دید چند نسخے باقی ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ ؛

مجربات نوردین دو حصہ

حضرت خلیفہ اوّل نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ کے مجربات جو پہلی دفعہ ۱۹۰۹ء میں طبع ہوئی۔ اتفاقاً اس کے دو حصے برائے فروخت مل گئے ہیں۔ نایاب ہے۔ قیمت ہر دو حصہ عہ ؛

کلیات طب جدید

یہ ایک نئی تصنیف ہے۔ جس کو حکیم محمد سعید صاحب چودھری رای نے تصنیف کر کے رفاہ عام کے لئے طبع کرایا۔ ۴۲۶ صفحے کی بڑی مفید معلومات سے پُر کتاب ہے۔ طبابت پیشہ احباب کے لئے ایک خزانہ ہے۔ قیمت صرف دو روپیہ ؛

ردّ آریہ کی نایاب کتابیں

حدوث روح مادہ

انعامی پانسو روپیہ۔ مکرمی میر محمد اسحٰق صاحب فاضل نے آریوں کے مایۂ ناز مسئلہ قدامت روح و مادہ پر ایک زبردست اور سیر کن بحث کر کے یہ ایک بڑی کتاب تصنیف کر کے طبع کرائی ہے۔ اس کتاب میں عقلی دلائل نقلی دلائل آریوں کی مستند کتابوں کے حوالہ جات سے روح و مادہ کا مخلوق ہونا ثابت کر کے بہشت و دوزخ کی حقیقت اور تناسخ کی تردید اور نجات کی کیفیت اور دیگر ضروری مسائل پر خوب بحث کی ہے۔ آریوں کے دلائل متعلق نجات و تناسخ و قدامت روح و مادہ کو ان کی کتابوں سے نقل کر کے بڑی تفصیل سے ہر ایک کی تردید کی ہے۔ اور بالمقابل اسلامی تعلیم متعلق تخلیق روح و مادہ و جزا و سزا و بہشت و دوزخ و نجات پیش کر کے آریوں پر حجت قائم کر دی ہے۔ یہ کتاب آریوں کے مشہور اپدیشکوں، لیکچراروں کو بھیج دی گئی۔ مگر اس کے جواب سے باوجود پانسو روپیہ وعدہ انعام کے سب آریہ عاجز رہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ بارہ آنہ۔

آریہ سماج اور گاندھی

مسٹر گاندھی نے دیانند بانی آریہ سماج کی تصنیف کردہ کتاب ستیارتھ پرکاش اور آریہ سماج کے متعلق جو سچا اور صحیح اپنا خیال اپنے اخبار میں شائع کیا تھا اس پر تمام پنجاب کے آریہ سنیچ پاہو کر گاندھی جی کے برخلاف شور مچانے لگ گئے تھے۔ اس کتاب میں گاندھی کی رائے کے ثبوت میں آریوں کی کتابوں اور دیگر مسلمہ دلائل سے بحث کر کے آریوں کو جھوٹا اور گاندھی کی کو سچا ثابت کر دیا۔ قیمت صرف ۸ر ؛

شدھی کی اشدھی

آریوں کی ان مایہ ناز شدھیوں کی حقیقت بیان کی گئی ہے جس پر آریوں کو اس قدر ناز تھا۔ کہ زمین و آسمان سر پر اٹھا لیا تھا۔ یہ کتاب ایسی ہے۔ کہ جب تک ختم نہ کر لو۔ ہاتھ سے چھوڑنے کو دل نہ چاہے گا۔ بڑی ہی دلچسپ کتاب ہے۔ اور بالکل نایاب ہے۔ موجودہ قیمت صرف ایک روپیہ ؛

ویدوں کے سربستہ راز

ویدوں کے متعلق یہ ایک ایسا حربہ ہے کہ جس کو پڑھکر آپ کو آریہ سماج کی آسمانی کتاب کی ساری بردہ دری ہو جاتی ہے۔ اس وقت میں دس مختلف مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جس کا جواب آریہ سماج سے نہ ہوا نہ ہوگا۔ قیمت صرف ۴ر ؛

کیفیت وید

اس کتاب میں واقعات اور دلائل سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ ویدک دھرم میں سچے مذہب کی ایک بھی نشانی نہیں پائی جاتی۔ بالکل خلاف عقل و علم باتوں کا مجموعہ ہے۔ قابل دید ہے۔ قیمت صرف ۵ر ؛

مشین گن

اس میں دس فائر مشین گن کے ویدوں پر ایسے کئے گئے ہیں۔ کہ سارا قلعہ ویدک دھرم کا زمین پر گر گیا ہے۔ اس کے جواب کیلئے دو سو روپیہ انعام مقرر ہے۔ یہ کتاب آریوں کے واسطے ایک میگیم توپ کا حکم رکھتی ہے۔ قیمت صرف ۴ر ؛

صاعقہ ذوالجلال

آریوں نے عیسائیوں کی تے چاٹ کر ام المومنین حضرت زینب رضؓ کے نکاح پر اعتراض کئے تھے۔ ان کا تحقیقی ناقابل تردید دندان شکن جواب ہے۔ قیمت ۳ر ؛

ویدک دھرم کی عکسی تصویر

آریوں نے ایک کتاب "اسلام کی اندرونی تصویر" کے نام سے شائع کی تھی۔ اس کا منہ توڑ مدلل اور مسکت جواب ہے۔ اور اسلام کا آئینہ بھی ساتھ دکھایا گیا ہے۔ قیمت ۱۲ ؛

ردّ تناسخ

حضرت خلیفہ اوّل نورالدین رضی اللہ عنہ کی قلم مبارک سے تناسخ کی تردید قیمت ۳ر ؛

چشمہ ہدایت

سائنس اور فلسفہ عقل و نقل کے ذریعہ مشاہدات کی بنا پر خدا تعالےٰ کی ہستی کا ثبوت۔ روح و مادہ کی قدامت کی تردید۔ تناسخ کا ابطال۔ اگر دیکھنا ہو۔ تو اس کو پڑھو۔ قیمت ۵ر ؛

ویدک توحید کا آئینہ

آریوں کی توحید کا نمونہ۔ ویدوں کی غلط فہمی کا نقشہ۔ آریوں کی نادانی کا ثبوت اس رسالہ سے آپ کو بخوبی مل جائے گا۔ قیمت ۲ر ؛

المشتہر مینجر فاروق بک ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور